سلسلہ : رسائلِ فتاوی رضویہ

جلد: ساتویں

رسالہ نمبر 2

اَلْقَطُوْفُ الدَّانِیَة ۱۳۱۳ھ لِمَنْ اَحْسَنَ الْجَمَاعَةَ الثَّانِیَة

(جماعت ثانیہ کو مستحسن قرار دینے والے کے لئے جھکے ہوئے خوشے)

(جماعت ثانیہ کے ثبوت میں)

پیشکش: مجلسِ آئی ٹی (دعوتِ اسلامی)

اَلْقَطُوْفُ الدَّانِیَۃ لِمَنْ اَحْسَنَ الْجَمَاعَۃَ الثَّانِیَۃ ۱۳۱۳ھ

(جماعت ثانیہ کو مستحسن قرار دینے والے کے لئے جھکے ہوئے خوشے)

(جماعت ثانیہ کے ثبوت میں)

مسئلہ ۸۶۶ : از مراد آباد مدرسہ امدادیہ مرسلہ مولوی سید محمد حبیب الرحمٰن صاحب سلہٹی ۱۱ جمادی الاولٰی ۱۳۱۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جماعت ثانیہ بغیر اذان واقامت در صورت بدل دینے ہیأت جماعت اولٰی کی ازروئے شرع شریف بلاکراہت جائز ہے یا نہیں؟ **بینوا توجروا**

الجواب:

صورت مستفسرہ میں جماعتِ ثانیہ بلاکراہت مطلقہ مطلقاً جائز ومباح عند اہل التحقیق ہے جس کی تنقیح بالغ وتوضیح بازغ مع رد وامع اوہام نابغ بعض ابنائے زمان بعونہ تعالٰی رسائل فقیر سے ظاہر وعیاں، یہاں نفس مسئلہ کے اجمالی احکام اور ان کے متعلق نقول ونصوص علمائے کرام پر اقتصار کیجئے کہ شان فتوٰی اسی کے شایاں۔

فاقول: وباللّٰہ التوفیق وبہ الوصول الی ذری التحقیق (**میں کہتا ہوں** اللہ تعالٰی کی توفیق سے اور اللہ تعالٰی کی توفیق سے تحقیق کی گہرائی تک پہنچا جاسکتا ہے۔ت)

اوّلاً تکرار جماعت کے جواز وافضیلت کی وہ صورتیں سنئے جن میں اصلاً نزاع کو گنجائش نہیں:

(۱) جو مسجد شارع عام یا بازار یا اسٹیشن یا سرا کی ہے جس کے لئے اہل معین نہیں، وقت پر جو لوگ گزرے یا اترے یا آئے یا پڑھ گئے غرض کسی محلّہ خاص سے خصوصیت نہیں رکھتی کہ وہاں کی معمولی جماعت

وہی ہے اوروں کا آنا اتفاقی وعارضی ہے ایسی مسجد میں بالاجماع تکرار جماعت باذان جدید وتکبیر جدید جائز بلکہ یہی شرعًا مطلوب ہے کہ نوبت بنوبت جولوگ آئیں نئی اذان واقامت سے جماعت کرتے جائیں اگرچہ (ایک نماز کے) وقت میں دس بیس جماعتیں ہو جائیں۔

(۲) مسجد محلّہ کہ ایک محلّہ خاص سے اختصاص رکھتی ہے اس میں اقامت جماعت انہیں کا حق ہے اگران کے غیر جماعت کرگئے تواہل محلّہ کو تکرار جماعت بلاشبہہ جائز ہے جیسے کہ نماز جنازہ، حالانکہ اس کی تکرار اصلاً مشروع نہیں پھر بھی اگر غیر ولی بے اذن ولی پڑھاجائے اب ولی آئے اعادہ کا مجاز ہے کہ حق اس کا تھا۔

(۳) بعض اہل ہی جماعت کرگئے بے اذان پڑھ گئے۔

(۴) اذان بھی دی تھی مگرآہستہ ،ان صورتوں میں بھی بعد کوآنے والے باذان جدید بروجہ سنت اعادۂ جماعت کریں کہ جماعت معتبرہ وہی ہے جواذان سے ہواور اذان وہ جواعلان سے ہو۔

(۵) محلے میں حنفی وغیر حنفی دونوں رہتے ہیں پہلے غیر حنفی امام نے جماعت کرلی اور حنفیہّ کو معلوم ہے کہ اس نماز میں اس نے مذہب حنفی کے کسی فرض طہارت یافرض صلوۃ یاشرطِ امامت کوترک کیاہے مثلًا چہارم سرسے کم کامسح یاآب قلیل نجاست افتادہ سے وضو یاجسم یاکپڑے قدردرہم سے زیادہ منی یاصاحب ترتیب کا باوصف یادووسعت وقت بے ادائے فائتہ وقتیہ پڑھنا یانماز وقت تنہاپڑھ کر پھراسی نماز میں امامت کرنا توایسی حالت میں حنفیہّ بلاشبہہ اپنی جماعت جداگانہ کریں کہ اگرچہ شرع اُن جماعت کرنے والوں کے لئے اسے جماعت اولٰی مانے مگر حنفی تواس میں اقتدانہیں کرسکتااگر کرے تونماز ہی نہ ہو۔

(۶) اس خاص نماز کاتوحال معلوم نہیں مگراس امام کی بے احتیاطی اور فرائض میں ترک لحاظ مذہب حنفی ثابت ہے جیسے عامہ غیر مقلدین کہ خواہی نخواہی اہل حق سے مخالفت اور مذاہب اربعہ خصوصًامذہب مہذب حنفیہّ کی مضادّت پر حریص ہوتے ہیں جب بھی حنفیہّ کوان کی اقتدا گناہ وممنوع ہے اپنی جماعت جداکریں۔

(۷) اس کی نسبت امورمذکورہ کی مراعات کاعادی ہونا نہ ہونا کچھ معلوم نہیں جیسے کوئی نامعلوم الحال شافعی مالکی حنبلی اس صورت میں بھی ان کی اقتداخالی از کراہت نہیں توجماعت ثانیہ کافضل مبین۔

(۸) عادت مراعات بھی معلوم ہی سہی تاہم بتصریح ائمہ امام موافق المذہب کے پیچھے جماعت ثانیہ ہی افضل واکمل، اور اسی پر حرمین محترمین ومصروشام وغیرہا بلاد دارالاسلام میں جمہور مسلمین کاعمل۔

(۹) جس نے جماعت اولٰی کی فاسد العقیدہ بدمذہب بدعتی تھا مثلًا وہابی یاتفضیلی یامعاذ اللہ امکان کذب الٰہی تعالٰی شانہ، ماننے والا یاصحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم میں کسی کوبراجاننے والا کہ عندالتحقیق

ایسوں کی اقتداء بکراہت شدیدہ سخت مکروہ ہے۔

(۱۰) فاسق تھا جیسے شرابی، زناکار یاداڑھی منڈا سود خوار کہ یہ لوگ ان وہابیوں کذابیوں وغیرہم بدمذہبوں کے مولویوں متقیوں سے بھی اگرچہ لاکھ درجہ بہتر حال میں ہیں پھر بھی ان کی اقتدا شرعًا بہت ناپسند۔

(۱۱) امام اولٰی نرابے علم جاہل نماز وطہارت کے مسائل سے غافل تھا جیسے اکثر گنوار غلام وغیرہم عوام کہ ایسے کی امامت بھی کراہت انضمام۔

(۱۲) قرآن مجید ایساغلط پڑھتا تھا جس سے معنی فاسد ہوں مثلاً ع یا ت، ط یا ث، س، ص یا ح، ہ یا ذ، ز، ظ میں تمیز نہ کرنے والے کہ آج کل اس دارالفتن ہند میں اکثر بلکہ عام عوام بلکہ بہت بلکہ اکثر پڑھے لکھے بھی اس بلا میں مبتلا ہیں **وحسبنا اللہ ونعم الوکیل وانا للہ وانا الیہ راجعون** پھر خواہ بے خیالی بے احتیاطی یا سیکھنے میں بے پروائی یا زبان کی نادرستی کوئی سبب ہو مذہب معتمد پر صحیح خواہ کی نماز اس کے پیچھے مطلقًا فاسد ہے اگرچہ ان میں بعض صور میں مذہب متاخرین خود اس کی اپنی نماز کے لئے بہت وسعتیں دے عندالتحقیق بھی بشرائط معلومہ مضبوطہ کہ ہم نے اپنے فتاوٰی میں ذکر کیں تاکہ قادر ناقادر کا امام ہوسکے تو اگر یہی صورت صحت واقع ہو کر وہ جماعت اولٰی ٹھہرے لاجرم صحیح خوانوں کو جماعت ثانیہ ہی کا حکم ملے یہ صورت اولٰی کی مانند ہے اول باٰخر نسبتے دارد، غرض ایسی صورتیں جماعت ثانیہ کی خاص تاکید یا فضل مزید کی ہیں جن میں بالاجماع یا علی الاصح اصلا کلام کی گنجائش نہیں۔ ضابطہ یہ ہے کہ جب جماعت اولٰی اہل مسجد [عہ] یااہل مذہب کی نہ ہو یا اپنے مذہب میں فاسدہ یا مکروہہ ہو تو ہمیں جماعت ثانیہ کی مطلقًا اجازت بلکہ درصورت کراہت قصداً تفویت اولٰی کی رخصت جبکہ ثانیہ نظیفہ مل سکتی ہو اور درصورت فساد تو اس میں شرکت ہی سے صاف ممانعت اگرچہ ثانیہ بھی میسر نہ ہو، اب ان تمام مطالب پر نصوص علماء سنئے فقیر نے ان سب مسائل میں بتوفیقہٖ تعالٰی قول منقح اختیار کیا ہے اسی کے متعلق عبارات کتب بایجاز واختصار نقل کروں کہ ذکر اقاویل وتطبیق وتوفیق وترجیح وتحقیق وتنقیح وتدقیق محتاج تطویل، معہذا بعونہٖ تعالٰی ان مباحث میں یہ سب مدارج فتاوٰی ورسائل وتعالیقِ فقیر میں طے ہوچکے ہیں **وباللہ التوفیق**۔ متن غرر میں ہے:

لاتکرر فی مسجد محلة باذان واقامة	مسجد محلّہ میں اذان واقامت کے ساتھ تکرار جماعت

عــہ صادق بان لااھل لہ اوصلی من لیس من اھلہ ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ (م)	یہ بایں طور صادق ہے کہ اس مسجد کا کوئی اہل معین نہ ہو یا جس نے نماز پڑھائی وہ مسجد کے اہل میں سے نہ ہو (یعنی اہل محلّہ نہ ہو) ۱۲منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ (ت)

الا اذاصلی بھما فیه اولاغیراھله اوصلی اھله بمخالفتة الاذان [1]۔	جائز نہیں مگر اس صورت میں کہ غیر محلّہ والوں نے وہاں اذان واقامت کے ساتھ اوّلاً جماعت کروائی ہو یااہل محلّہ نے آہستہ اذان دے کر جماعت کروائی ہو۔(ت)

خزائن الاسرار شرح تنویر الابصار میں ہے:

لوکان مسجد طریق جاز اجماعا کما فی مسجد لیس له امام ولامؤذن ویصلی الناس فیه فوجا فوجا فان الافضل ان یصلی کل فریق باذان و اقامة علی حدة کما فی امالی قاضی خاں [2]۔	اگر مسجد شارع ہے تو بالاتفاق تکرار جماعت جائز جیسا کہ اس مسجد کا حکم ہے جس کاامام ومؤذن مقرر نہ ہواور لوگ اس میں گروہ در گروہ نماز ادا کرتے ہوں تووہاں افضل یہ ہے کہ ہر فریق اپنی اپنی اذان واقامت کے ساتھ الگ الگ نماز پڑھے جیسا کہ امالی قاضی خاں میں ہے۔(ت)

درمختار میں ہے:

تکرہ خلف مخالف کشافعی لکن فی وتر البحر ان تیقن المراعاة لم یکرہ اوعدمھالم یصح وان شك کرہ [3]۔	مخالف کے پیچھے نماز مکروہ ہے مثلاً شافعی المسلک کے پیچھے، لیکن بحر میں وتر کی بحث میں ہے کہ اگراس کامذہب حنفی کی رعایت کرنا یقینی ہو توپھر مکروہ نہیں، اگرمذہب حنفی کی رعایت نہ کرنا یقینی ہو توصحیح نہ ہوگی، اوراس کے بارے میں شک ہو تونماز مکروہ ہے۔(ت)

بحرالرائق میں ہے:

حاصله ان صاحب الھدایة جوزالاقتداء بالشافعی بشرط ان لایعلم المقتدی منه	حاصل یہ ہے کہ صاحب ہدایہ نے شافعی کی اقتداء کواس شرط کے ساتھ جائز کہاہے کہ جب مقتدی اس امام کے کسی ایسے عمل کونہ جانتاہو جومقتدی کی

[1] کتاب درالحکام شرح غررالاحکام فصل فی الامامۃ مطبوعہ مطبع احمد کامل الکائنہ فی دار سعادت مصر ۱/۴۰۸
[2] ردالمحتار بحوالہ خزائن الاسرار باب الامامۃ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/۴۰۸
[3] درمختار باب الامامۃ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۸۳

مایمنع صحة صلاته فی رأی المقتدی کالفصد ونحوه وعدمواضع عدم صحة الاقتداء به فی العنایة وغایة البیان بقوله کما اذالم یتوضأ من الفصد والخارج من غیرالسبیلین وکماکان شاکافی ایمانه بقوله انامومن ان شاء الله اومتوضأ من القلتین اویرفع یدیه عندالرکوع وعند رفع الراس من الرکوع اولم یغسل ثوبه من المنی ولم یفرکه اوانحرف عن القبلة الی الیسار اوصلی الوتر بتسلیمتین اواقتصرعلی رکعة اولم یوتراصلا اوقهقهه فی الصلاة ولم یتوضأ اوصلی فرض الوقت مرة ثم ام القوم فیه زاد فی النهایة وان لایراعی الترتیب فی الفوائت وان لایمسح ربع راسه وزاد قاضی خاں وان یکون متعصبا والکل ظاهر ماعدا خمسة اشیاء ۔[4]	رائے کے مطابق صحت نماز کے منافی ہے۔ مثلاً رگ کٹوانا وغیرہ، عدم صحت اقتداء کے چند مواضع عنایہ اور غایۃ البیان سے، ان الفاظ سے بیان کئے کہ مثلاً جب اس امام نے رگ کٹوانے یا غیر سبیلین سے کسی شے کے خارج ہونے پر وضو نہ کیا ہو یا اس امام کے ایمان میں شک ہے، مثلاً وہ یہ کہتا ہے کہ "ان شاءاللہ میں مومن ہوں" یا وہ قلتین پانی سے وضو کرتا ہے یا رکوع جاتے وقت اور اُٹھتے وقت رفع یدین کرتا ہے یا وہ منی لگ جانے کی وجہ سے کپڑے کو نہیں دھوتا اور نہ ہی اسے کھرچتا ہے (گاڑھی ہونے کی صورت) میں یا وہ قبلہ سے بائیں جانب پھرتا ہے یاوہ دوسلاموں سے وتراداکرتا ہے یاایک رکعت وتر پڑھتا ہے یا بالکل پڑھتا ہی نہیں یا نماز میں قہقہہ سے ہنستا ہے اور وضو نہیں کرتا یا ایک دفعہ وقتی نماز پڑھا چکا ہے پھر اسی نماز کا امام بن جاتا ہے۔ اس پر نہایہ میں اضافہ ہے کہ فوت شدہ نمازوں میں ترتیب کی رعایت نہ رکھتا ہو حالانکہ وہ صاحب ترتیب ہو سر کے چوتھائی حصہ کا مسح نہ کرے، قاضی خاں نے یہ اضافہ کیا ہے کہ وہ متعصب ہو، ان پانچ کے علاوہ باقی تمام واضح ہیں۔
الاول مسئلة التوضؤ من القلتین فانه صحیح عندنااذالم یقع فی الماء نجاسة ولم یختلط بمستعمل	**اول** قلتین سے وضو کرنا ہمارے نزدیک بھی صحیح ہے جبکہ اس میں نجاست نہ گری ہو، اور س کے مساوی یا زائد اس میں مستعمل پانی نہ ملا ہو

[4] بحرالرائق باب الوتر والنوافل مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۴۵/۲

مساوله او اكثر فلابد ان يقيد قولهم بالقلتين المتنجس ماؤهما او المستعمل بالشرط المذكور لامطلقا۔ **الثاني** مسئلة رفع اليدين من وجهين الاول ان الفسادروايته شاذة ليست بصحيحة رواية ولادراية الثاني ان الفساد عند الركوع لايقتضي عدم صحة الاقتداء من الابتداء مع ان عروض البطلان غيرمقطوع به حتى يجعل كالمتحقق عند الشروع لان الرفع جائزالترك عندهم لسنيته۔ **الثالث** مسئلة الانحراف عن القبلة الى اليسارلان المانع عندناان يجاوزالمشارق الى المغارب والشافعية لاينحرفون هذا الانحراف۔ **الرابع** مسئلة التعصب لان التعصب على تقدير وجوده منهم انما يوجب الفسق والفسق لايمنع صحة الاقتداء۔ **الخامس** مسئلة الاستثناء في الايمان فان التكفير غلط و الاستثناء قول اكثر السلف[5] اھ ملتقطا

لہٰذا قلتین کے ساتھ یہ شرط لگانا بھی ضروری ہے کہ قلتین کا پانی ناپاک ہو یا اس میں مستعمل پانی برابر یا زائد ملا ہو ورنہ مطلقاً حکم لگانا درست نہیں۔

دوم رفع یدین کی دو صورتیں ہیں ایک تو فساد والی روایت شاذہ ہے نہ روایۃً صحیح ہے نہ درایۃً۔ دوسری یہ کہ رکوع کے موقع پر فساد کا عارض ہونا ابتداءً اقتداء کے منافی نہیں، باوجود اس کے بطلان کا عارض ہونا بھی یقینی نہیں حتی کہ اسے بوقت شروع ہی متحقق قرار دے دیا جائے کیونکہ رفع یدین کا چھوڑنا بھی جائز ہے کیونکہ ان کے نزدیک یہ سنت ہی ہے (تو ممکن ہے وہ اس کو ترک کردے)

سوم قبلہ سے بائیں طرف انحراف کا معاملہ، تو اس معاملہ میں ہمارے نزدیک مانع وہ انحراف ہے جو مشارق سے مغارب کی طرف متجاوز ہو اور شوافع ایسے انحراف کے قائل نہیں۔

چہارم رہا تعصب کا معاملہ، تو اگر ان سے تعصب ثابت ہو تو یہ فسق کا موجب ہے اور فسق صحت اقتداء سے مانع نہیں ہوتا۔

پنجم باقی ایمان کا ان شاء اللہ کے ساتھ معلق کرنے والا مسئلہ، تو اس میں فتوٰی کفر غلط ہے کیونکہ معلق کرنا بہت سے اسلاف کا قول ہے اھ تلخیصا (ت) یہ کلام بحر فی البحر تھا۔

---

[5] بحر الرائق باب الوتر والنوافل مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۴۵، ۴۶

اقول: وقد کانت ظهرت لی بحمد الله الخمسة المذکورة اول مانظرت الکلام مع زیادة فلنذکر مابقی من الابحاث تتمیما للافادة الاول قولهم لم یوتر اصلالایظهرله وجه فانه بترکه لایفسق فضلا عما یوجب بطلان الاقتداء فان الوتر وان وجب عندنا فهو مجتهد فیه ولاتفسیق بالاجتهادیات وان حمل علی انه ان لم یصله لم یصح الاقتداء به فی الفجر بشرطه لفوات الترتیب نافاه قوله زاد فی النهایة وان لایراعی الترتیب ثم رأیت العلامة الشامی علیه السلام فی منحة الخالق بهذا ثم اعله بالتکرار قال فلیتامل ماالمراد[6]	**اقول:** (میں کہتاہوں) بحمداللہ سرسری نظر میں یہ پانچ ہی تھے، کچھ اور بحثیں بھی ہیں، ہم ان باقی کو افادہ کے لئے یہاں ذکر کردیتے ہیں، اول، اصلا وہ وتر نہ پڑھتاہو ان کا یہ قول درست نہیں کیونکہ وتر کے ترک سے وہ فاسق نہیں ہوتا چہ جائیکہ اس کی اقتداء کو باطل قرار دیاجائے کیونکہ وتر ہمارے ہاں اگرچہ واجب ہیں لیکن یہ مسئلہ اجتہادی ہے اور اجتہادی مسائل میں کسی کو فاسق قرار نہیں دیاجاسکتا اور اگر اس عبارت کو اس پر محمول کیاجائے کہ اگر وتر ادانہیں کرتا تو اس کی فجر میں اقتداء جائز نہ ہوگی کیونکہ ترتیب فوت ہوگئی ہے، تو اب اس کے قول کہ نہایہ میں اضافہ ہے کہ اگر وہ ترتیب کی رعایت نہیں تو اقتداء جائز نہیں، یہ منافی قرار پائے گا، پھر میں نے علامہ شامی کو دیکھا تو انہوں نے منحۃ الخالق میں یہ ہی علت بیان کی اور اس پر تکرار کا اعتراض کیا اور کہا اس سے مراد پر غور کرنا چاہئے۔
اقول: بل هو اشد من التکرار فان قوله زاد لا یحتمله کما علمت الثانی اقول وینبغی اسقاط صلاته الوتر بتسلیمتین فان طریان المبطل غیرالبطلان من رأس کما افاده البحر ثم علی ماذهب الیه الامام ابوبکر الرازی	**اقول:** (میں کہتاہوں) بلکہ یہ تکرار سے اشد ہے کیونکہ اس کا لفظ "زاد" اس کا احتمال نہیں رکھتا جیسا کہ جان لیاہے۔ دوسرا یہ کہ **اقول:** (میں کہتاہوں) وتر کو دوسلاموں کے ساتھ ادا کرنے والے احتمال کو ساقط کردینا چاہئے تھا کیونکہ عارضی مبطل کا لاحق ہونا وہ اس بطلان کا غیر ہوتاہے جو ابتداءً ہو جیسا کہ بحر میں ہے۔ پھر امام ابوبکر رازی

[6] منحۃ الخالق علی البحر الرائق باب الوتر والنوافل مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۴۵

لایفسد بالمآل ایضًا لان امامه لم یخرج عنده نفسه بالسلام فانه یحسب مابعده من الوتر وهو مجتهد فیه نعم الاصح الفساد کما جزم به فی متن التنویر وهوالمؤید بقول الجمهور الصحیح المشهور من ان العبرة لراء المقتدی، الثالث مثله الکلام فی اقتصاره علی رکعة الرابع افادالشامی، قال افادشیخنا حفظه الله تعالٰی ان المراد انحرا فهم اذا اجتهدوا فی القبلة مع وجود المحاریب القدیمة فانه یجوز عندهم لاعندنافلوانحرف عن المحراب القدیم (ای انحرا فاجاوز المشارق الی المغارب)لایصح الاقتداء به[7]ھ	جس طرف گئے ہیں وہ یہ ہے کہ مآلًا بھی نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ ان کے نزدیک سلام کے ساتھ امام نماز سے خارج نہیں ہورہا بلکہ وہ مابعد کو وتر سمجھتا ہے لہٰذا وہ معاملہ اجتہادی ٹھہرا، ہاں اصح فساد ہے جیساکہ اس پر متن تنویر میں جزم کیا گیا ہے اور اس کی تائید جمہور کے اس صحیح مشہور قول سے ہوتی ہے کہ اعتبار مقتدی کی رائے کا ہے۔ تیسرا یہ کہ وتر کی ایک رکعت پڑھنا اس پر بھی سابقہ گفتگو ہی ہے۔ چوتھا امام شامی نے فرمایا ہمارے شیخ حفظ اللہ نے فرمایا انحراف سے مراد یہ ہے کہ قدیم محراب ہونے کے باوجود اجتہاد سے کام لیتے ہوئے وہ انحراف کریں تو یہ ان کے ہاں جائز ہے ہمارے ہاں جائز نہیں، تواگر امام محراب قدیم سے منحرف ہوگیا (یعنی ایسا انحراف جو مشارق سے مغارب کی طرف متجاوز ہو) تو اس کی اقتداء صحیح نہ ہوگی اھ
اقول: وهو وجیه مسقط لوجه اسقاط عند الانحراف نعم لابد من التقیید وهو غیربعید فان عدم رعایة الترتیب وعدم غسل المنی اوفرکه کل مقید کما نبهنا علیه ولم یوجب اسقاطهما فکذا هذا وبه ظهر الخامس وهو عدم اسقاط التوضؤ من القلتین وان کان الوجه هو التقیید الا ان	**اقول:** (میں کہتا ہوں) یہ توجیہ اس توجیہ کی ساقط ہوگی جو انحراف کے وقت اسقاط کی گئی ہے، ہاں اسے مقید رنا ضروری ہے اور وہ بعید نہیں کیونکہ عدم رعایت ترتیب یا عدم غسل منی یا اس کا کھرچنا تمام مقید ہیں جیسا کہ ہم نے اس پر تنبیہ کردی ہے تو یہ بات ان کے اسقاط کا سبب نہیں ہوسکتی تو یہاں (انحراف) میں بھی یہی معاملہ ہے اور اسی سے پانچویں بحث ظاہر ہے اور وہ قلتین پانی سے وضو کا عدم اسقاط ہے اگرچہ یہاں

[7] منحۃ الخالق علی البحر الرائق باب الوتر والنوافل مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۴۵

یفرق بالغالب والنادر والخفی والمتبادر ولنرجع الی ماکنافیه من الکلام فماکان الامن تجاذب القلم عنان الرقم لمناسبة المقام۔	مناسب اس کا مقید کرنا ہے مگر غالب ونادر اور خفی ومتبادر میں فرق کیاجاتاہے اب ہم سابقہ گفتگو کی طرف لوٹتے ہیں یہ تو مناسبت مقام کی وجہ سے قلم سے مجبورًا تحریر صادر ہوگئی (ت)

نیز بحر میں ہے:

فصار الحاصل ان الاقتداء بالشافعی علی ثلثة اقسام الاول ان یعلم منه الاحتیاط فی مذهب الحنفی فلاکراهة فی الاقتداء به الثانی ان یعلم منه عدمه فلاصحة لکن اختلفوا هل یشترط ان یعلم منه عدمه فی خصوص مایقتدی به اوفی الجملة صحح فی النهایة الاول وغیره اختارالثانی و فی فتاوی الزاهدی الاصح انه یصح وحسن الظن به اولی الثالث ان لایعلم شیئًا فالکراهة[8] (ملخصًا)۔	حاصل یہ ہے کہ شافعی کی اقتداء تین طرح کی ہے، اول یہ کہ اس امام کا مسلک حنفی کی احتیاط ورعایت کرنا معلوم ہو تواب اس کی اقتداء میں کراہت نہ ہوگی۔ ثانی یہ کہ اس امام کا رعایت نہ کرنا معلوم ہو تواب اقتداء صحیح نہ ہوگی لیکن اختلاف اس بارے میں ہے کہ کیابالخصوص اسی نماز میں جس میں اقتداء مطلوب ہے عدم احتیاط کاعلم ضروری ہے۔ یافی الجملہ عدم احتیاط کاعلم ضروری ہے۔ نہایہ میں پہلے کو صحیح کہااور دوسرے لوگوں نے دوسرے کو مختار قراردیا۔ فتاوٰی زاہدی میں ہے کہ اصح یہ ہے کہ اقتداء صحیح ہے اور اس کے ساتھ حسن ظن رکھنااولٰی ہے۔ ثالث یہ کہ اس کے بارے میں علم نہیں کہ وہ رعایت کرتاہے یانہیں (یعنی مشکوک صورت ہے) تواب اقتداء مکروہ ہوگی۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے:

نقل الشیخ خیرالدین عن الرملی الشافعی انه مشی علی کراهة الاقتداء	شیخ خیرالدین نے رملی الشافعی سے نقل کیاہے کہ وہ مخالف کی اقتداء کو اس وقت مکروہ جانتے جب

[8] بحرالرائق باب الوتر والنوافل مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۴۷، ۴۶

بالمخالف حیث امکنہ غیرہ ومع ذلك ھی افضل من الانفراد یحصل لہ فضل الجماعۃ وبہ افتی الرملی الکبیر واعتمدہ السبکی والاسنوی وغیرھما قال والحاصل ان عندھم فی ذلك اختلافا وقد سمعت مااعتمدہ الرملی وافتی بہ والفقیر اقول مثل قولہ فیما یتعلق باقتداء الحنفی بالشافعی والفقیہ المنصف یسلم ذلك وانارملی فقہ الحنفی÷ لامرابعد اتفاق العالمین÷ ھ ملخصا یعنی بہ نفسہ ورملی الشافعیۃ رحمھمااللہ تعالٰی فتحصل ان القتداء بالمخالف المراعی فی الفرائض افضل من الافراد اذا لم یجد غیرہ والافالاقتداء بالموافق افضل [9]	غیر کی اقتداء ممکن ہو، اور اس کے باوجود اقتداء تنہا نماز سے افضل ہے اور ایسی صورت میں جماعت کاثواب مل جائے گا۔ اسی پر رملی کبیر نے فتوٰی دیا، سبکی اور اسنوی وغیر ہمانے بھی اسی پر اعتماد کیا ہے کہا حاصل یہ ہے کہ ان (فقہاء) کے ہاں اس مسئلہ میں اختلاف ہے اور میں نے وہ سن رکھا ہے جس پر رملی نے اعتماد کرتے ہوئے فتوٰی دیا اور فقیر انہی کے مطابق کہتاہے اس اقتداء میں جو حنفی کی شافعی کے ساتھ ہو اور منصف فقیہ اسے تسلیم کرے گا۔ میں رملی ہوں فقہ حنفی رکھتاہوں دوعالموں کے اتفاق کے بعد کوئی شک نہیں ہے تلخیصًا یہاں انہوں نے انا سے اپنی ذات اور رملی سے شافعی مراد لیا ہے تو خلاصہ یہ ہوا کہ اس مخالف کی اقتداء جو رعایت کرتاہو فرائض میں تنہا نمازپڑھنے سے افضل ہے جبکہ اس کے علاوہ کوئی امام موجود نہ ہو ورنہ موافق ملنے کی صورت میں اس کی اقتداء افضل ہوگی۔ (ت)

اسی میں مولٰنا علی قاری علیہ رحمۃ الباری سے ہے:

لوکان لکل مذھب امام کما فی زماننا فالافضل الاقتداء بالموافق سواء تقدم اوتاخر علی مااستحسنہ عامۃ المسلمین وعمل بہ جمھور المؤمنین من اھل الحرمین والقدس ومصر و	اگر ہر مذہب کاامام ہو جیسا کہ ہمارے دور میں ہے تو موافق کی ابتداء افضل ہوگی خواہ وہ پہلے امامت کرے یابعد میں، اسے ہی عامۃ المسلمین نے مستحسن جاناہے اور اہل حرمین، بیت المقدس، مصراور شام کے جمہور مسلمان اسی پر عمل پیرا ہیں ان

[9] ردالمحتار باب الامامۃ مطبوعہ مصطفٰی البابی مصر ۱/۴۱۶

الشام ولاعبرة بمن شذ منهم[10] ھ۔	سے جو کوئی اِکّادُکّا اس کے خلاف رائے رکھتے ہیں، ان کا کوئی اعتبار نہیں (ت)

پھر خود فرمایا:

والذی یمیل الیه القلب عدم کراهة الاقتداء بالمخالف مالم یکن غیرمراع فی الفرائض وانه لوانتظر امام مذهبه بعیدا عن الصفوف لم یکن اعراضا عن الجماعة للعلم بانه یرید جماعة اکمل من هذه الجماعة[11]۔	جس بات کی طرف دل مائل ہو رہا ہے وہ یہ ہے کہ جو مخالف فرائض میں رعایت کرنے والا ہو اس مخالف کی اقتداء مکروہ نہ ہوگی، اور اگر کوئی شخص جماعت کی صفوں سے دور اپنے مذہب کے امام کا انتظار کرتا ہے تو یہ جماعت سے اعراض نہ ہوگا کیونکہ وہ یقینی طور پر اس جماعت سے اکمل جماعت کے انتظار میں ہے (ت)

اسی میں زیر مسئلہ امامت عبد واعرابی وغیرہما تبعا للبحر (بحر کی اتباع میں) ہے:

یکره الاقتداء بهم تنزیها فان امکن الصلاة خلف غیرهم فهو افضل والافالاقتداء اولی من الانفراد[12]۔	ان کی اقتداء مکروہ تنزیہی ہے اگر ان کے علاوہ کوئی امام میسر ہو تو اس کی اقتداء افضل ہے ورنہ تنہا ادا کرنے سے ان کی اقتدا بہتر ہوگی۔ (ت)

اسی میں ہے:

فی المعراج قال اصحابنا لاینبغی ان یقتدی بالفاسق الافی الجمعة لانه فی غیرها یجدا اماما غیره[13]۔	معراج میں ہے کہ ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ جمعہ کے علاوہ میں فاسق کی اقتداء جائز نہیں کیونکہ جمعہ کے علاوہ نمازوں میں دوسرے امام کی اقتداء ممکن ہوتی ہے (ت)

بلکہ اسی میں ہے:

---

[10] ردالمحتار باب الامامۃ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/ ۴۱۷

[11] ردالمحتار باب الامامۃ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/ ۴۱۷

[12] ردالمحتار باب الامامۃ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/ ۴۱۳

[13] ردالمحتار باب الامامۃ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/ ۴۱۴

بقی لوکان مقتدیا بمن یکرہ الاقتداء بہ ثم شرع من لاکراھۃ فیہ ھل یقطع ویقتدی بہ استظھرط ان الاول لوفاسقالایقطع ولومخالفا وشك فی مراعاۃ یقطع اقول والاظھر العکس لان الثانی کراھتہ تنزیھیۃ کالاعمٰی و الاعرابی بخلاف الفاسق فانہ استظھر فی شرح المنیۃ انھا تحریمیۃ لقولھم ان فی تقدیمہ للامامۃ تعظیمہ وقد وجب علینا اھانتہ[14] الخ	باقی رہا یہ معاملہ کہ اگر کوئی شخص ایسے امام کی اقتدا میں ہے جس کی اقتدا مکروہ تھی، ساتھ ہی ایسا امام جماعت کروائے جس میں کراہت نہیں توآیا اب وہ نماز توڑ کر اس کی اقتدا کرے یا نہ، ط نے کہاظاہر یہ ہے کہ اگرپہلا امام فاسق ہے تو نماز نہ توڑے اور اگروہ مخالف ہے اور اس کی رعایت میں شک ہو تو نماز توڑدے۔ میں کہتاہوں اس کا عکس اظہر ومختار ہے کیونکہ ثانی میں کراہت تنزیہی ہے جیساکہ اعرابی اور نابینا میں ہے بخلاف فاسق کے، اس کی اقتداء کے بارے میں شرح منیہ میں کہاکہ اس کامکروہ تحریمی ہوناظاہر ہے کیونکہ فقہاکہتے ہیں کہ فاسق کوامام بنانے میں فاسق کی تعظیم ہوتی ہے حالانکہ ہم پراس کی اہانت لازم ہے الخ (ت)

غنیہ المستملی شرح منیۃ المصلی للعلامۃ ابراہیم الحلبی میں ہے:

یکرہ تقدیم المبتدع ایضا لانہ فاسق من حیث الاعتقادوھواشد من الفسق من حیث العمل لان الفاسق یعترف بانہ فاسق ویخاف ویستغفر بخلاف المبتدع[15]۔	بدعتی کی اقتدامکروہ ہے کیونکہ وہ اعتقادًا فاسق ہے اور عقیدۃً فاسق عملًا فاسق سے بدتر ہے، کیونکہ فاسق عملی اعتراف کرتا کہ وہ فاسق ہے وہ ڈرتا ہے اور اللہ سے معافی مانگتا ہے بخلاف بدعتی کے کہ وہ ایسانہیں کرتا۔ (ت)

تنویرالابصار ودرمختار میں ہے:

لایصح اقتداء غیرالالثغ بالالثغ علی الاصح کما فی البحر وحررالحلبی وابن الشحنۃ انہ بعد بذل جھدہ دائما حتما کالامی فلایؤم الامثلہ ولاتصح صلاتہ	اصح قول کے مطابق غیر توتلے کاتوتلے کی اقتداکرنا صحیح نہیں، جیسا کہ بحر میں ہے، حلبی اور ابن شحنہ نے کہاجب توتلا دائمی کوشش کرتارہے تووہ امی کی طرح ہے اور صرف توتلے کی اقتداء کرسکتاہے اور جب

[14] ردالمحتار باب ادراک الفریضہ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/۵۲۵

[15] غنیہ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی الامامۃ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۱۴

اذامکنه الاقتداء بمن یحسنه اوترك جهده اووجد قدرالفرض ممالالثغ فیه هذا هو الصحیح المختار فی حکم الالثغ وکذا من لایقدر علی التلفظ بحرف من الحروف[16]۔	اسے کسی عمدہ پڑھنے والے کی اقتداء ممکن ہو تو اب تنہا نماز نہ ہوگی، اسی طرح حکم ہے جب اس نے کوشش ترک کردی یا وہ مقدار فرض کی قرات پر قادر ہوگیا جس میں اسے توتلاپن پیدا نہیں ہوتا، توتلے کے حکم میں یہی صحیح و مختار ہے، اسی طرح اس شخص کا حکم ہے جو حروف میں سے کسی حرف کے صحیح تلفظ پر قادر نہ ہو۔(ت)

ردالمحتار میں ہے:

وذلك كالرهمن الرهیم والشیتان الرجیم والألمین وایاك نابدوایاك نستئین السرات انأمت فكل ذلك حكمه مامر[17]۔	جیسے کوئی رھمٰن، رھیم، شیتان الرجیم، آلمین، ایاک نابدوایاک نستئین، السرات، انأمت پڑھتا ہے ان صوتوں کا حکم پیچھے گزر چکا ہے(ت)

فتاوٰی خیریہ میں ہے:

امامة الالثغ للفصیح

فاسدة فی الراجح الصحیح[18]

(راجح اور صحیح قول کے مطابق فصیح کے لئے توتلے کی اقتداء فاسد نماز ہے۔ت)

اب محل نظر صرف ایک صورت رہی کہ مسجد محلّہ میں اہل محلّہ نے باذان واقامت بروجہ سنت امام موافق المذہب سالم العقیدہ متقی مسائل داں صحیح خواں کے ساتھ جماعت اولٰی خالیہ عن الکراہۃ ادا کرلی پھر باقی ماندہ لوگ آئے انہیں دوبارہ اس مسجد میں جماعت قائم کرنے کی اجازت ہے یانہیں، اور ہے توبکراہت یابے کراہت؟ اس بارے میں عین تحقیق وحق وثیق وحاصل انیق ونظر دقیق واثر توفیق یہ ہے کہ اس صورت میں تکرار جماعت باعادہ اذان ہمارے نزدیک ممنوع وبدعت ہے، یہی ہمارے امام رضی اللہ تعالٰی عنہ کا مذہب مہذب وظاہر الروایہ ہے، متن متین مجمع البحرین و بحرالرائق علامہ زین میں ہے:

ولاتكررها فی مسجد محلة باذان ثان[19]۔	مسجد محلّہ میں دوسری اذان کے ساتھ تکرار جماعت جائز نہیں۔ (ت)

[16] درمختار باب الامامۃ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۸۵

[17] ردالمحتار باب الامامۃ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/۴۳۱

[18] فتاوٰی خیریہ، کتاب الصلاۃ، مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت، ۱/ ۱۰

[19] بحرالرائق باب الامامۃ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۳۴۶

در مختار وخزائن الاسرار میں ہے:

والنظم للدر یکرہ تکرار الجماعۃ باذان و اقامۃ فی مسجد محلۃ لافی مسجد طریق اومسجد لاامام لہ ولامؤذن[20]۔	الفاظ در کے ہیں محلّہ کی مسجد میں اذان واقامت کے ساتھ تکرار جماعت مکروہ ہے، راستہ کی مسجد یاایسی مسجد جس کا کوئی امام ومؤذن مقرر نہ ہو اس میں تکرار جماعت مکروہ نہیں۔(ت)

غرر الاحکام اور اس کی شرح درر الحکام میں ہے:

لاتکرر الجماعۃ فی مسجد محلۃ باذان واقامۃ یعنی اذاکان لمسجد امام و جماعۃ معلومان فصلی بعضھم باذان واقامۃ لایباح لباقیھم تکرارھابھما[21]۔	اذان واقامت کے ساتھ جماعت کا تکرار محلّہ کی مسجد میں درست نہیں یعنی جب مسجد کے لئے امام اور جماعت متعین ہو پس بعض نے اذان واقامت کے ساتھ نماز پڑھ لی تو اب دوسرے لوگوں کے لئے اذان واقامت کے ساتھ دوبارہ جماعت مباح نہیں ہے۔(ت)

شرح المجمع للمصنف الامام العلامۃ ابن الساعاتی و فتاوٰی ہندیہ میں ہے:

المسجد اذاکان لہ امام معلوم وجماعۃ معلومۃ فی محلۃ فصلی اھلہ فیہ بالجماعۃ لایباح تکرارھافیہ باذان ثان[22]۔	جب مسجد محلّہ کا امام اور جماعت مقرر ہو اور اہل محلّہ نے اس مسجد میں نماز اداکرلی ہو تو اب دوسری اذان کے ساتھ تکرار جماعت مباح نہیں۔(ت)

وجیز کردری وغنیہ علامہ حلبی میں ہے:

لوکان لہ امام ومؤذن معلوم فیکرہ تکرار الجماعۃ فیہ باذان واقامۃ عندنا[23]۔	اگر مسجد کے لئے امام اور مؤذن مقرر ہو تو ایسی مسجد میں ہمارے نزدیک اذان واقامت کے ساتھ تکرار جماعت مکروہ ہوگا۔(ت)

ذخیرۃ العقبٰی شرح صدر الشریعۃ العظمٰی میں ہے:

---

[20] درمختار، باب الامامۃ، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی، ۸۲/۱

[21] درر الحکام شرح غرر الاحکام فصل فی الامامۃ مطبوعہ مطبعہ احمد کامل الکائنہ دار سعادت مصر ۸۵/۱

[22] فتاوٰی ہندیہ الفصل الاول فی الجماعۃ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۸۳/۱

[23] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی احکام المسجد، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور، ص ۶۱۴

ان کان للمسجد امام معلوم وجماعة معلومة فصلوا فیه بجماعة باذان واقامة لایباح تکرارھا بهما[24]۔	اگر مسجد کاامام اور جماعت معین ہے اور اس میں لوگوں نے اذان واقامت کے ساتھ نماز پڑھ لی تو اب اذان واقامت کے ساتھ تکرار جماعت مباح نہیں۔(ت)

جس کاحاصل عندالتحقیق کراہت اذان جدید کی طرف راجع نہ نفس جماعت کی طرف وللہذااسی مذہب کو امام محقق محمد محمد محمد ابن امیر الحاج حلبی نے حلیہ میں اس عبارت سے ارشاد فرمایا:

المسجد اذاکان له اهل معلوم فصلوا فیه اوبعضهم باذان واقامة کرہ لغیر اهله وللباقین من اهله اعادة الاذان والاقامة[25]۔	اگر مسجد کے لئے اہل معین ہوں اور اس میں وہ تمام یابعض اہل اذان واقامت کے ساتھ نمازاداکرلیں تو غیر اہل محلّہ اور باقی ماندہ اہل محلّہ کے لئے اذان واقامت کااعادہ مکروہ۔(ت)

اور اگر بغیر اس کے تکرار جماعت کریں توقطعًا جائز وروا ہے اسی پر ہمارے علماء کااجماع ہوا ہے، خزائن میں ہے:

لوکرر اهله بدونهما جاز اجماعا[26]۔	اگراہل محلّہ نے بغیر اذان واقامت کے تکرار جماعت کیاتو یہ بالاتفاق جائز ہے۔(ت)

درر میں ہے:

لوکان مسجد الطریق یباح تکرارھا بهما ولوکرر اهله بدونهما جاز[27]۔	اگرراستہ کی مسجد ہو تواذان واقامت دونوں کے ساتھ تکرار جماعت مباح ہے اور اگراہل محلّہ ان دونوں کے بغیر تکرار کریں توجماعت جائز ہے(ت)

شرح المجمع للمصنف وعلمگیریہ میں ہے:

اما اذا صلوا بغیر اذان یباح اجماعا	اگر بغیر اذان کے پڑھی ہو تو بالاجماع مباح ہے اسی طرح

[24] ذخیرۃ العقبٰی کتاب الصلوٰۃ مطبوعہ منشی نولکشور کانپور انڈیا ۱/۷۷
[25] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی
[26] ردالمحتار بحوالہ خزائن الاسرار باب الامامۃ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/۴۰۸
[27] درر الحکام شرح غرر الاحکام فصل فی الامامۃ مطبوعہ مطبعہ احمد کامل الکائنہ فی دار سعادت مصر ۱/۸۵

وکذا فی مسجد قارعۃ الطریق[28]۔	حکم ہے اگر مسجد راستہ پر واقع ہو۔(ت)

ذخیرۃ العقبٰی وشرح المجمع للعلامہ میں ہے:

لوصلوا فیہ بلااذان یباح اتفاقا[29]۔	اگر بغیر اذان کے نماز پڑھی تو بالاتفاق تکرار جماعت مباح ہے۔(ت)

عباب وملتقط وشرح دررالبحار ورسالہ علامہ رحمہ اللہ السندی تلمیذ المحقق ابن الہمام وحاشیۃ البحر للعلامہ خیرالدین الرملی استاذ صاحب الدرالمختار میں ہے:

یجوز تکرار الجماعۃ بلااذان وبلااقامۃ ثانیۃ اتفاقا قال وفی بعضہا اجماعا[30]۔	تکرار جماعت اذان واقامت کے بغیر بالاتفاق جائز ہے کہا بعض کتب میں اجماع کالفظ مستعمل ہوا ہے۔(ت)

پھر یہ جواز مطلقاً محض وخالص ہے یا کہیں کراہت سے بھی مجامع، اس میں صحیح یہ ہے کہ اگر محراب میں جماعت ثانیہ کریں تومکروہ، اور محراب سے ہٹ کر توا صلاً کراہت نہیں، خالص مباح وماذون فیہ ہے۔ بزازیہ وشرح منیہ وردالمحتار میں ہے:

عن ابی یوسف انہ اذالم تکن الجماعۃ علی الھیئۃ الاولٰی لاتکرہ والاتکرہ وھوالصحیح وبالعدول عن المحراب تختلف الھیأۃ[31]۔	امام ابویوسف سے مروی ہے جب جماعت پہلی ہیئت پر نہ ہو تومکروہ نہیں ورنہ مکروہ ہے یہی صحیح ہے، اور محراب سے ہٹ کرادا کرنا ہیئت کی تبدیلی ہے۔(ت)

ولوالجیہ وتاتارخانیہ وشامیہ میں ہے: بہ نأخذ[32] (اسی کو ہم لیتے ہیں۔ت) اُسی میں ہے:

قدقلت ان الصحیح تکرار الجماعۃ اذالم تکن علی الھیأۃ الاولٰی[33]۔	میں کہتاہوں کہ تکرار جماعت اس وقت صحیح ہے جب وہ جماعت پہلی ہیئت پر نہ ہو(ت)

---

[28] فتاوٰی ہندیہ الفصل الاول فی الجماعۃ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۸۳

[29] ذخیرۃ العقبٰی کتاب الصلوٰۃ مطبوعہ منشی نولکشور کانپور انڈیا ۱/ ۷۷

[30] منحۃ الخالق علی البحرالرائق بحوالہ حاشیۃ البحر للعلامہ خیرالدین الرملی باب الامامۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۳۴۶

[31] ردالمحتار باب الامامۃ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/ ۴۰۹

[32] ردالمحتار باب الامامۃ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/ ۴۰۹

[33] ردالمحتار باب الامامۃ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/ ۴۰۹

یہ ان احکام میں اجمالی کلام تھا،

وللتفصیل محل اٰخر الحمدلله العلی الاکبر والصلاۃ والسلام علی الحبیب الازھرواٰلہ واصحابہ الاطائب الغرر۔ والله سبحٰنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔	تفصیل کے لئے دوسرا مقام ہے تمام حمد اللہ تعالٰی کے لئے جو بلند وبرتر ہے۔ صلٰوۃ وسلام ہو حبیب خوب پر، ان کی آل واصحاب پر جو پاکیزہ ہیں (ت)